حدیث وسنت

محمد رفیق چودھری

# جاوید غامدی اور انکارِ حدیث ۵

[کیا حدیثِ نبویؐ کو قرآن کی روشنی میں سمجھا جائے؟]

جناب غامدی صاحب نت نئے طریقوں سے حدیث کی حجیت کا انکار کرتے ہیں:

کبھی وہ حدیث اور سنت میں تفریق پیدا کرتے ہیں۔

کبھی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کا اُسوۂ حسنہ اور حدیث دو الگ الگ اور مختلف چیزیں ہیں۔

کبھی فرماتے ہیں کہ حدیث سے دین کا کوئی عقیدہ، عمل اور حکم ثابت نہیں ہوتا۔

کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ سنت، خبر واحد (اخبارِ آحاد) سے ثابت نہیں ہوسکتی اس کے لیے تواتر شرط ہے۔ اس طرح وہ مختلف حیلوں بہانوں سے حدیث کی اہمیت گھٹانے اور اسے دین اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

اس مضمون میں ہم اُن کے ایک اور نرالے اُصولِ حدیث کا علمی جائزہ لیں گے جس کو وہ فہم حدیث اور تدبر حدیث کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں مگر اس سے اُن کا اصل مقصد اور مدعا بھی انکارِ حدیث ہے۔ اُن کا وہ نرالا اصولِ حدیث یہ ہے کہ

''حدیث کو قرآن کی روشنی میں سمجھا جائے۔''

چنانچہ وہ اپنی ڈنڈی مار کتاب 'میزان' میں تحریر فرماتے ہیں کہ

''دوسری چیز یہ ہے کہ حدیث کو قرآن کی روشنی میں سمجھا جائے۔ دین میں قرآن کا جو مقام ہے، وہ ہم اس سے پہلے بیان کرچکے ہیں۔ نبی ﷺ نے اپنی حیثیت ِنبوت و رسالت میں جو کچھ کیا، اس کی تاریخ کا حتمی اور قطعی ماخذ بھی قرآن ہی ہے۔ لہٰذا حدیث کے بیشتر مضامین کا تعلق اس سے وہی ہے جو کسی چیز کی فرع کا اُس کی اصل سے اور شرح کا متن سے ہوتا ہے۔ اصل اور متن کو دیکھے بغیر اس کی شرح اور فرع کو سمجھنا، ظاہر ہے کہ کسی طرح ممکن نہیں ہوتا۔ حدیث کو سمجھنے میں جو غلطیاں اب تک ہوئی ہیں، ان کا اگر دقت ِنظر سے جائزہ لیا جائے تو یہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت صاف واضح ہوجاتی ہے۔ عہدِ رسالت میں رجم کے واقعات، کعب بن اشرف کا قتل، عذابِ قبر اور شفاعت کی روایتیں، «أمرت أن أقاتل الناس» اور «من بدّل دينه فاقتلوه» جیسے احکام اسی لیے اُلجھنوں کا باعث بن گئے کہ انہیں قرآن میں ان کی اصل سے متعلق کرکے سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ حدیث کے فہم میں اس اُصول کوملحوظ رکھا جائے تو اس کی بیشتر اُلجھنیں بالکل صاف ہوجاتی ہیں۔''

(میزان:ص۲۷،طبع اپریل۲۰۰۲ء لاہور،اُصول ومبادی:ص۲۷،طبع فروری ۲۰۰۵ء لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ غامدی صاحب کے نزدیک

۱۔ حدیث فہمی کے لیے ایک اُصول یہ ہے کہ حدیث کو قرآن کی روشنی میں سمجھا جائے، کیونکہ اُن کے نزدیک قرآن اور حدیث میں اصل اور اُس کی فرع کا تعلق ہے یا پھر متن اور اُس کی شرح کا۔

۲۔ نبی ﷺ نے اپنی پیغمبرانہ حیثیت سے جو کام کیا، اُس کی تاریخ کا حتمی اور قطعی ماخذ قرآن ہے۔

۳۔ عہدِ رسالت میں رجم کے واقعات، کعب بن اشرف کا قتل، عذابِ قبر اور شفاعت کی روایتیں، «أمرت اَن اُقاتل الناس» اور «من بدّل دينه فاقتلوه» جیسے احکام علماے اسلام کے لیے اُلجھنوں کا باعث اس لیے بن گئے کہ اُنہوں نے فرع (حدیث) کو اصل (قرآن) سے متعلق کرکے سمجھنے کا 'اُصولِ حدیث' نہیں اپنایا تھا۔

۴۔ حدیث کو سمجھنے میں اب تک بہت غلطیاں ہوئی ہیں۔

اب ہم ان چاروں نکات پر تفصیلی تبصرہ کریں گے:

## ① کیا حدیث کو قرآن کی روشنی میں سمجھا جائے گا؟

فہم حدیث کے بارے میں غامدی صاحب کا یہ دعویٰ کہ حدیث کو قرآن کی روشنی میں سمجھا جائے گا، کیونکہ اُن کے نزدیک قرآن اور حدیث میں اصل اور اُس کی فرع کا تعلق ہے یا پھر متن اور اُس کی شرح کا......تو یہ ان کی اپنی ذہنی اختراع ہے جس کا مقصد انکارِ حدیث کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ علماے اسلام کے ہاں یہ اُصولِ تفسیر تو مسلمہ ہے کہ قرآن کو حدیث کی روشنی میں سمجھنا چاہئے کہ اس سے قرآن کے مجمل احکام کی وضاحت ملتی ہے۔ مگر آج تک اہل علم

www.KitaboSunnat.com

میں سے کسی نے یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا کہ حدیث کو قرآن کی روشنی میں سمجھنا بھی کوئی 'اُصول حدیث' ہے اور یہ کہ قرآن اور حدیث میں اصل اور اُس کی فرع کا تعلق متن اور اس کی شرح کا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں نماز کا حکم اس طرح دیا گیا ہے کہ

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (النور:۵٦) ''اور نماز قائم کرو۔''

قرآن کے اس مجمل حکم کو احادیث کی روشنی میں اس طرح سمجھا جائے گا کہ اس سے مراد دن رات میں پانچ مخصوص اوقات...... فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء...... کی فرض نمازیں مراد ہیں جن میں بالترتیب دو، چار، چار، تین اور چار فرض رکعات پڑھی جائیں گی اور ان نمازوں کے پڑھنے کا مسنون طریقہ ہے جو تکبیر تحریمہ سے لے کر قیام، رکوع، سجود اور قعدہ اخیرہ کے بعد دائیں بائیں سلام پھیرنے تک کا ہے۔ اس طرح حدیث کی روشنی میں قرآن کے مجمل حکم واقیموا الصلوٰۃ (اور نماز قائم کرو) کا اصل منشا اور صحیح مدعا سمجھا جا سکتا ہے۔

اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں قرآن مجید میں حکم ہے کہ

﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (النور:۵٦) ''اور زکوٰۃ ادا کرو۔''

قرآنِ مجید کے اس مجمل حکم کو حدیث کی روشنی میں اس طرح سمجھا جائے گا کہ زکوٰۃ سے مراد وہ مخصوص مال ہے جسے ایک مسلمان شخص اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے مقررہ نصاب کے مطابق اس کے مستحق لوگوں کے لیے نکالتا ہے۔ یہ زکوٰۃ سونے اور چاندی (نقدی)، مالِ تجارت، زرعی پیداوار اور مویشی وغیرہ پر دی جاتی ہے۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے ہے۔ ان دونوں پر ڈھائی فیصد یعنی چالیسواں حصہ کے حساب سے سالانہ زکوٰۃ ادا ہوگی۔ نقدی اور مالِ تجارت کے لیے بھی یہی شرح ہے۔ زرعی پیداوار میں سے بعض عشر اور بعض پر نصف عشر ادا کیا جائے گا اور اس کے لیے سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ یہ فصل کٹنے پر فرض ہوجاتا ہے۔ مویشیوں میں سے اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری پر ان کی مختلف تعداد کے لحاظ سے نصاب کے مطابق سالانہ زکوٰۃ ہے۔ لہٰذا احادیث کی ان تفصیلات کی روشنی میں قرآن کے اس مجمل حکم واٰتوا الزکوٰۃ (اور زکوٰۃ ادا کرو) کو سمجھا جائے گا۔ اسی طرح قرآنِ مجید کے دوسرے احکامات کو احادیث کی روشنی

www.KitaboSunnat.com

میں سمجھنا چاہیے۔

لیکن اگر غامدی صاحب کے بنائے ہوئے اس اُصولِ حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو اس کے نتیجے میں ۹۰ فیصد احادیثِ صحیحہ کا انکار کرنا پڑے گا، کیونکہ وہ قرآن کی روشنی میں سمجھی نہیں جاسکتیں اس لیے کہ وہ قرآن میں موجود ہی نہیں ہیں۔

مثال کے طور پر درج ذیل صحیح احادیث ایسی ہیں جن کو قرآن میں تلاش نہیں کیا جاسکتا مگر یہ ایسی ہیں جن کو علماے اسلام چودہ سو برس سے مانتے آرہے ہیں اور اُمتِ مسلمہ ان پر عمل پیرا رہی ہے:

۱۔ مردوں کے لیے ریشم اور سونے کا حرام ہونا۔

۲۔ پالتو گدھے کے گوشت کا حرام ہونا۔

۳۔ کُتے کا گوشت حرام ہونا۔

۴۔ مُرتد کے لیے قتل کی سزا ہونا۔

۵۔ شادی شدہ زانی کے لیے رجم (سنگساری) کی حد (سزا)

۶۔ شراب، مردہ جانور اور بتوں کی تجارت کا حرام ہونا۔

۷۔ عورت کے لیے خاص ایام میں نمازیں نہ پڑھنا اور بعد میں اُن کی قضا نہ کرنے کا حکم۔

۸۔ حیض کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار کی اجازت ہونا۔

۹۔ شہید کی میت کو غسل نہ دینا اور اُس کو کفن نہ پہنانا۔

۱۰۔ قرآن پڑھنے کے دوران اُس کے بعض مقامات پر سجدۂ تلاوت کرنا۔

۱۱۔ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا۔

۱۲۔ مردہ مچھلی کا حلال ہونا۔

۱۳۔ وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کرنا۔

۱۴۔ کسی عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کا بیک وقت کسی مرد کے نکاح میں ہونا حرام ہے۔

۱۵۔ قاتل شخص کا مقتول کی وراثت سے محروم ہونا۔

www.KitaboSunnat.com

۱۶۔ وارث کے حق میں وصیت کا ناجائز ہونا۔

۱۷۔ ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرنے کی ممانعت۔

۱۸۔ مسلمان اور کافر کا ایک دوسرے کے لیے وارث نہ ہونا۔

۱۹۔ شراب نوشی پر سزا ہونا۔

۲۰۔ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ کا حرم ہونا۔

۲۱۔ ذمّی (غیر مسلم اقلیت) کے حقوق

۲۲۔ مریض کی عیادت کرنا۔

یہ اور اس طرح کی بے شمار احادیث ہیں جن کو اُمت مانتی اور ان پر عمل کرتی ہے۔ حالانکہ ان کا ثبوت قرآنِ مجید سے نہیں ہوسکتا۔

اب اگر غامدی صاحب کے بنائے ہوئے 'اُصولِ حدیث' کو درست تسلیم کرلیا جائے تو ایسی بے شمار احادیث کا انکار کرنا پڑے گا، کیونکہ جب کوئی شخص ان احادیث کو قرآن میں نہیں پاسکے گا تو وہ لامحالہ ان کا انکار کرکے منکرِ حدیث ہوجائے گا یا پھر غامدی صاحب کے اس گھڑے ہوئے مذکورہ 'اُصولِ حدیث' ہی پر لعنت بھیجے گا کہ حدیث کو قرآن کی روشنی میں سمجھنا ضروری ہے۔

اسی طرح غامدی صاحب کا یہ دعویٰ کہ قرآن اور حدیث میں اصل اور اُس کی فرع کا تعلق یا متن اور اُس کی شرح کا ہے تو مذکورہ بالا احادیث کے احکام اگر فرع ہیں تو ان کی اصل کہاں ہے اور اگر وہ شرح ہیں تو اُن کا متن قرآنِ مجید میں کہاں موجود ہے؟ پھر اگر یہ دونوں چیزیں وہاں نہ مل سکیں اور یہ کبھی نہیں مل سکتیں تو کیا پھر یہ اعلان کردیا جائے کہ غامدی صاحب کے بتائے ہوئے اُصولِ حدیث کے مطابق ایسی تمام احادیث ناقابل اعتبار ہیں اور صحابہ کرامؓ سمیت پوری اُمتِ مسلمہ ان سب احادیث کو مان کر چودہ سو برس سے گمراہی میں بھٹک رہی ہے؟

## ❷ کیا نبی ﷺ کے پیغمبرانہ کام کی تاریخ کا حتمی اور قطعی ماخذ صرف قرآن ہے؟

غامدی صاحب کا یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں ہے کہ نبی ﷺ کے پیغمبرانہ کام کی تاریخ کا حتمی اور

www.KitaboSunnat.com

قطعی ماخذ صرف قرآن ہے کیونکہ

یہ حقیقت اہل علم سے ہرگز پوشیدہ نہیں ہے کہ قرآنِ مجید بجائے خود کوئی تاریخ کی کتاب نہیں ہے بلکہ وہ بنیادی طور پر ہدایت کی کتاب ہے اور اس میں تاریخی واقعات و احوال ضمنی طور پر آئے ہیں جن کا مقصد عبرت اور سبق آموزی ہے۔

یہ درست ہے کہ نبی ﷺ کی سیرت کے کچھ پہلو اجمالی طور پر قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں، لیکن یہ دعویٰ محل نظر ہے کہ حضور ﷺ کے سارے پیغمبرانہ کام کی تاریخ کا حتمی اور قطعی ماخذ صرف قرآن ہے اور جو نبوی کام قرآن میں نظر نہ آئے تو اس سے انکار کر دیا کہ یہ آپؐ کا پیغمبرانہ کام نہیں ہے۔

اگر غامدی صاحب کے اس دعوے کو درست تسلیم کر لیا جائے تو اُمتِ مسلمہ کو نبی ﷺ کی سیرت کے بہت سے واقعات کا انکار کرنا پڑے گا اور احادیثِ صحیحہ کے بہت بڑے ذخیرے سے محروم ہونا پڑے گا۔

مثال کے طور پر درج ذیل پیغمبرانہ کاموں کی تاریخ قرآنِ مجید میں موجود نہیں ہے:

۱۔ قرآنِ مجید کی نزولی ترتیب کے بعد موجودہ تلاوت کی ترتیب قائم کرنا۔

۲۔ کاتبینِ وحی کے ذریعے قرآنِ مجید کی کتابت کرانا۔

۳۔ وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے موزوں پر مسح کرنا۔

۴۔ فرض نمازوں سے پہلے اذان اور اُس کا طریقہ

۵۔ فرض نمازوں کی رکعات کا تعین

۶۔ سری اور جہری نمازوں میں فرق کرنا۔

۷۔ سجدۂ سہو اور اُس کا طریقہ

۸۔ حالتِ حیض میں بیوی سے بوس و کنار کی اجازت دینا۔

۹۔ حج کے لیے میقات (مواقیت) کی تعین

۱۰۔ میت کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ دُعا کے وقت ہاتھ اُٹھانا

۱۲۔ درجنوں بادشاہوں اور حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے خطوط بھیجنا اور اُن پر مہر ثبت کرنا

۱۳۔ صحابہ کرامؓ کو ہجرتِ حبشہ کی اجازت دینا

۱۴۔ نجاشی کا مسلمان ہونا اور اُس کی وفات پر آپؐ کا اُس کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا

۱۵۔ حضور ﷺ کا ۲۷ غزوات میں شرکت فرمانا

۱۶۔ خطبۂ حجۃ الوداع

تو کیا ان جیسے بے شمار پیغمبرانہ اُمور کا صرف اس لیے انکار کردیا جائے گا کہ ان کی تاریخ کا حتمی اور قطعی ماخذ قرآن نہیں ہے اور یہ قرآن میں موجود نہیں ہیں، اس لیے یہ سب غلط اور بے اصل ہیں۔

## ۳ کیا عہدِ رسالتؐ کے بعض احکام اُمت کے لیے اُلجھن کا باعث بن گئے؟

غامدی صاحب فرماتے ہیں کہ عہدِ رسالت میں رجم کے واقعات، کعب بن اشرف کا قتل، عذابِ قبر، شفاعت کی روایتیں، «اُمرت اَن اُقاتل الناس» اور «من بدّل دینه فاقتلوه» جیسے احکام اُمت کے لیے اُلجھنیں بن گئیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام امور غامدی صاحب کی اپنی خانہ ساز عقل کے لیے تو اُلجھنیں ہوسکتی ہیں مگر یہ سب چیزیں اُمتِ مسلمہ اور علمائے اسلام کے دل و دماغ میں کبھی اُلجھنیں نہیں رہیں، ہمیشہ بالکل واضح رہی ہیں۔

اب ہم ان اُمور پر تفصیلی بحث کریں گے جن کو غامدی صاحب اُلجھنیں قرار دیتے ہیں:

① عہدِ نبویؐ میں شادی شدہ زانیوں پر رجم یعنی سنگساری کی حد جاری کی گئی اور غیر شادی شدہ زانیوں کو سو کوڑوں کی سزا دی گئی۔ بتائیے اس بارے میں کون سی اُلجھن ہے؟

② یہودی سردار کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ صحیحین کے علاوہ 'سیرت ابن ہشام' میں بھی موجود ہے۔ اس شخص نے دوسری شرارتوں کے علاوہ نبی ﷺ کو قتل کرنے کی تدبیریں

www.KitaboSunnat.com

اور سازشیں کی تھیں جس کے نتیجے میں ایک صحابی حضرت محمد بن مسلمہؓ نے حضور ﷺ سے اجازت لے کر اُسے قتل کردیا تھا۔ علامہ شبلی نعمانیؒ نے بھی 'سیرت النبیؐ' میں لکھا ہے کہ

''فتنہ انگیزی کا زیادہ اندیشہ ہوا تو آپ ﷺ نے بعض صحابہؓ سے شکایت کی اور آپؐ کی مرضی سے حضرت محمد بن مسلمہؓ نے یہ مشورہ رؤسائے اوس جا کر اُس (کعب بن اشرف) کو ربیع الاوّل ۳ ہجری میں قتل کردیا۔'' (سیرت النبیؐ: جلد اوّل، ص ۲۳۳، طبع لاہور)

مؤرّخِ اسلام اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے لکھا ہے کہ

جب کعب بن اشرف کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو ایک صحابی محمد بن مسلمہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے اس شریر کے قتل کی اجازت لینے کے بعد کئی اور دوستوں کو ہمراہ لیا اور اس کے گھر جا کر اُس کو قتل کیا۔'' (تاریخ اسلام از اکبر شاہ خاں: جلد اوّل ص ۱۷۶، طبع لاہور)

بتایئے اس واقعے میں کیا اُلجھن ہے!!

③ عذابِ قبر کے بارے میں صحیح اور مستند احادیث موجود ہیں۔ یہ اللہ کے مجرموں کے لیے دوزخ کے قید خانے کی اصل سزا سے پہلے اُن کو عالم برزخ کی حوالات میں رکھنے کی حالت ہے۔ بتایئے اس میں کیا اُلجھن ہے؟ جبکہ خود قرآنِ مجید میں بھی عذاب قبر کے بارے میں واضح اشارہ موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ (المؤمن:۴۶)

''ان لوگوں کو (عالم برزخ میں) صبح و شام دوزخ کی آگ کے سامنے کھڑا کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو حکم ہوگا کہ 'فرعون والوں' کو سخت ترین عذاب میں ڈالا جائے۔''

④ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آخرت میں مسلمان گناہگاروں کے لیے نبی ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ قرآنِ مجید سے بھی اس شفاعت کے حق میں دلیل موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اِذن سے شفاعت ہوسکے گی جیسا کہ آیت الکرسی میں ہے کہ

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (البقرۃ:۲۵۵)

''ایسا کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے۔''

اس میں الا باذنہ کا استثنا موجود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کی

www.KitaboSunnat.com

جناب میں شفاعت ممکن ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ:

﴿ما من شفيع الا من بعد اذنه﴾ (یونس:۳)

''اُس (اللہ) کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔''

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت ہوسکتی ہے اور نبی ﷺ اللہ ہی کی اجازت سے اپنی اُمت کے لیے شفاعت فرمائیں گے۔ بتایئے اس بارے میں کیا اُلجھن ہوسکتی ہے؟

⑤ حدیث «أمرت أن اقاتل الناس» ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں......'' صحیحین میں موجود ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ کو کفار کے خلاف جہاد و قتال کا حکم دیا گیا ہے اور اسی کے مطابق آپؐ نے کفار کے خلاف عملی طور پر جہاد و قتال کیا ہے اور یہ قرآن مجید کا بھی حکم ہے۔ بتایئے اس میں کیا اُلجھن ہے؟

⑥ صحیح حدیث «من بدّل دينه فاقتلوه» ''جو شخص اپنا دین بدل ڈالے تو اُسے قتل کردو'' اور اسی مضمون کی چند اور صحیح احادیث میں بھی مرتد کی سزا کا قانون بیان ہوا ہے۔ اس قانون کو صحابہ کرامؓ نے بھی نافذ کیا ہے اور اس اُمتِ مسلمہ کا اجماع قطعی موجود ہے کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ بتایئے اس میں کیا اُلجھن ہے؟

بات دراصل یہ ہے کہ غامدی صاحب منکرِ حدیث ہیں اور وہ 'اُلجھنوں' کے نام سے بھی صحیح احادیث کی غلط تاویلیں کرتے اور اُن کا انکار کرتے ہیں اور یہ بھی اُن کا ایک 'طریق واردات' ہے۔ جو وہ اپنی 'میزان' نامی کتاب کے ذریعے استعمال کرتے ہیں:

عدل کا جس کے بہت چرچا سنا تھا ہم نے
اُس کے انصاف کے بھی کتنے ترازو نکلے

## ④ کیا حدیث کو سمجھنے میں اب تک غلطیاں ہوئی ہیں؟

غامدی صاحب کا یہ دعویٰ بھی محل نظر ہے کہ حدیث کو سمجھنے میں اب تک غلطیاں ہوئی ہیں۔ اس کا سبب ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، خیر القرون کے سلف صالحین اور

www.KitaboSunnat.com

ان کے بعد صدیوں تک اُمت ِمسلمہ کے محدثین، فقہا اور مجتہدین رحمہم اللہ بے چارے ساری عمر یہ حسرت اپنے دلوں میں لیے اسی انتظار میں دنیا سے رخصت ہوگئے کہ کب جاوید غامدی پنجاب کے خطے میں جنم لیں اور پھر ان سب کو حدیث پر غور وتدبر کرنے کے صحیح اُصول سکھائیں تاکہ حدیث کو سمجھنے میں کسی قسم کی غلطی کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔

کیا کوئی معقول آدمی یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ پوری اُمت ِمسلمہ تو آج تک حدیث کو سمجھنے میں غلطیاں کرتی چلی آرہی ہے اور وہ خود حدیث کو سمجھنے میں کوئی غلطی نہیں کرسکتا، کیونکہ اُس کی جیب میں ایسے اُصولِ حدیث رکھے ہیں جو آسمان سے نازل ہوئے ہیں اور خود اس پر ایسا الہام ہوتا ہے جس میں کسی غلطی کا کوئی شائبہ تک نہیں؟ اس طرح کا دعویٰ کرنا علمیت کی نہیں، جہالت کی دلیل ہے۔

اگر اُمت ِمسلمہ چودہ صدیوں سے حدیث کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکی تو جناب غامدی صاحب کو کون سے سرخاب کے پَر لگے ہیں کہ وہ حدیث کو جو کچھ سمجھتے ہیں، وہی حرفِ آخر ہے۔ کیا وہ اپنے آپ کو عقل کل سمجھتے ہیں؟ یا اُنہیں اپنے بارے میں معصوم عن الخطا ہونے کا زعم ہے؟

☆☆ ان کی حدیث فہمی کا حال جاننے کے لیے ایک مثال ہی کافی ہے:

صحیح احادیث کے مطابق شادی شدہ زانی کی سزا رجم یعنی سنگساری ہے اور اسی پر اجماعِ اُمت ہے۔ مگر انہی احادیث کو جب غامدی صاحب اپنے خانہ ساز 'حدیث کے اُصول' کی روشنی میں سمجھتے ہیں تو ان سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اسلام میں رجم یعنی سنگساری کی حد کسی شادی شدہ شخص کے جرم زنا کی سزا نہیں ہے بلکہ یہ بدمعاشی کی سزا ہے۔ حالانکہ رجم سے متعلق (احادیث) صحیحہ سے ایسا نتیجہ نکالنا بجائے خود زیادتی سے کم نہیں۔

اسی طرح کا سلوک وہ دوسری تمام احادیث سے کرتے ہیں اور سب کو دین سے خارج سمجھتے ہیں اور اُن سے ثابت شدہ کسی عقیدے، عمل اور حکم کو ضروری اور واجب الاطاعت تسلیم نہیں کرتے۔ کیا یہ انکارِ حدیث نہیں ہے؟ (جاری ہے)

www.KitaboSunnat.com